اقبال احمد صاحب
امیر دعوت اسلام ٹرسٹ

ملک میں فقہ حنفیہ کا نفاذ پاکستانیوں کا جمہوری حق ہے

۱۹۹۱ء کی مردم شماری اور اس سے متعلق اعداد و شمار کی روشنی میں اقلیت کے حقوق کا منصفانہ حل

الحمد اللہ پاکستان میں مایوسی اور غیر یقینی کیفیات کے سیاہ بادل چھٹتے جا رہے ہیں اور امید و کامرانی
کی صبح نمودار ہو رہی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم پاکستانیوں کو اپنے خصوصی
لطف و کرم سے نوازا ہے ۔ پاکستان میں ایک فلاحی ریاست کے قیام اور اسلامی شریعت کے نفاذ کی
دیرینہ آرزو کی تکمیل ہوتی نظر آ رہی ہے ۔ اب ہر شہری کو امید ہو گئی ہے کہ ملک میں عدل و انصاف
کا دور دورہ ہو گا، سماجی اور اقتصادی شعبوں میں متوازن ترقی ہو گی اور ہماری دینی عظمت کے لئے ملک
کے مختلف مکاتب فکر میں پائیدار ہم آہنگی ہو گی ۔

انہی اغراض و مقاصد، امیدوں اور آرزوؤں نے نظریہ پاکستان کو جنم دیا تھا اور آخر کار ایک عظیم
جدوجہد کے بعد پاکستان کی آزاد و خود مختار مملکت وجود میں آئی لیکن یہ تقدیر کی ستم ظریفی ہے کہ باوجود
اس کے کہ ہر پاکستانی کے دل و دماغ میں یہ آرزوئیں موجزن رہیں مگر اس حقیقت سے کون انکار کر
سکتا ہے کہ ایک ایسی مملکت کا قیام ایک سراب ہی رہا ۔

ان تمام ناکامیوں کی بنیادی وجہ یہ رہی ہے کہ اب تک عوام کی فکر و نظر سے متعلق معلومات
مہیا نہیں کی گئیں ۔ مثال کے طور پر پاکستان اسلامی شریعت کے نفاذ کے لئے قائم ہوا ہے لیکن گزشتہ
چالیس سال کی تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی خفیہ ہاتھ اس تمام جدوجہد کو خاک میں ملا رہا
ہے ۔

شدید خطرات سے وابستہ نقطہ ہائے نظر میں بعد المشرقین نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور نفاذ فقہ
... کی شکل اختیار کر لی ہے اور اس سلسلہ میں خونیں تصادم بھی ہو چکے ہیں اور حالات بتلا رہے ہیں
... مزید تصادم ہونے کے قوی امکانات ہیں ۔

اس بعد المشرقین کی بنیادی وجہ جانبین کی طرف سے مختلف اور تردیدی دعوے کیے جاتے رہے
مثلاً شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی تعداد آبادی میں چالیس سے ساٹھ فیصد ہے لہٰذا جمہوری اصولوں
کے مطابق فقہ جعفریہ کا نفاذ لازم ہے ۔ جب کہ سنیوں کے مطابق سنیوں کی تعداد پاکستان میں 98 فیصد
ہے اور یہ تمام کے تمام فقہ حنفی کے پیرو ہیں لہٰذا اکثریت کے جمہوری اصول کے مطابق یہ حق فقہ

حنفیہ کا ہے کہ اس کو ہی اس ملک میں نافذ کیا جائے - لیکن یہ اختلافی کیفیت اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ ہمارے پاس شیعوں اور سینوں کے علیحدہ علیحدہ اعداد و شمار نہیں ہیں -

مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں یہ اشد ضروری ہے کہ 1991ء میں ہونے والی مردم شماری میں شیعوں اور سینوں کی تمیز کی جائے تاکہ یہ واضح طور پر معلوم ہو سکے کہ کس فرقہ کی تعداد کتنی ہے - اس کے نتیجہ میں حسب ذیل فوائد ہوں گے:

(1) ہر فرقہ کے حقوق کا فیصلہ عدل و انصاف کی بنیاد پر ہو سکے گا اور یہی جمہوری طریق کار ہے -

(2) ہر ادارہ میں ان اعداد و شمار کے مطابق ہر فرقہ کے حقوق کا تعین ہو سکے گا اور عدل کے تقاضے پورے ہو سکیں گے -

(3) جب صحیح اعداد و شمار کی بنیاد پر حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین ہو جائے گا تو کسی بھی فرقہ کو شکایت کی گنجائش نہیں رہے گی اور خونیں تصادم کے خطرات دور ہو جائیں گے اور ملک امن و سکون کی فضا میں ترقی کرے گا-

اندرونی اور بیرونی مخالف طاقتیں ملک میں فضا مکدر و مسموم کرنے پر تلی ہوئی ہیں تاکہ نہ صرف جمہوریت تباہ ہو بلکہ اسلامی شریعت کے نفاذ کا امکان بھی ختم ہو جائے-

یہ از بسکہ ضروری ہے کہ تعداد کے اعتبار سے اقلیت کے حقوق کا منصفانہ طور پر تعین کیا جائے یہ ان کا جمہوری حق ہے تاکہ اکثریت ان کے حقوق پر غالب نہ آ سکے جیسا کہ ایران میں ہوا ہے - لیکن یہ بھی ناروا ہو گا کہ اکثریت کے حقوق کو فرضی اعداد و شمار کی بنیاد پر متعین کر کے ان کو مغلوب کر دیا جائے-

محترم!

ہم اس عرضداشت سے کچھ مطالعے ضمیمہ کے طور پر منسلک کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان کی روشنی میں آپ صحیح نتیجہ پر پہنچ کر آئندہ مردم شماری میں شیعہ اور سنی کی تمیز قائم کر کے علیحدہ علیحدہ اندراجات کا حکم صادر فرمائیں گے-

اللہ پاک آپ کو اپنی اعلیٰ اور ارفع برکتوں سے نوازے' آمین

اقبال احمد

امیر دعوت الاسلام ٹرسٹ،

ضمیمہ - 1

پاکستان کی کل مسلم آبادی میں شیعوں کا حصہ (تعداد) سے متعلق مختلف مطالعے

(1) 1911ء اور 1921ء کی برصغیر پاک و ہند کی مردم شماری کی بنیاد پر -

(2) مندرجہ ذیل مطبوعات میں دی ہوئی تمام دنیا اور مذاہب کے اعداد و شمار کی بنیاد پر۔
(الف) ریڈرز ڈائجسٹ ایسوسی ایٹ کی دی گریٹ اٹلس آف دی ورلڈ
(ب) دی ٹائمز فیملی اٹلس 1988ء
(ج) دی ڈیلی ٹیلیگراف اٹلس 1988ء
(د) گنیز انسائیکلوپیڈیا 1990ء کی بنیاد پر
(3) حافظ نذیر احمد کے مرتبہ مدارس عربیہ میں شیعی اور سنی مدارس اور طلباء کی تعداد کی بنیاد پر۔
(4) بینکوں میں زکواۃ کی کٹوتی سے استثنی کی درخواستوں کی تعداد کی بنیاد پر۔

یہ تمام مطالعے یہ واضح کرتے ہیں کہ پاکستان میں کل مسلم آبادی میں شیعوں کا حصہ دو فیصد سے بھی کم ہے۔

وضاحتیں

(1) اختصار کی خاطر صرف اخذ کردہ نتائج بیان کئے گئے ہیں ۔
(2) سابقہ معلومات کو مطالعوں کی بنیاد بنایا گیا ہے اس لئے کہ مندرجہ ذیل عناصر تبدیل نہیں ہوا کرتے:
(الف) اضافہ کی شرح یکساں رہتی ہے۔
(ب) افزائش نسل کی شرح یکساں رہتی ہے۔
(ج) تبدیلی مذہب کی شرح یکساں رہتی ہے۔
(د) اموات (حادثاتی ' وبائی اور عمومی) کی شرح یکساں رہتی ہے۔
(3) نقل سکونت کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔
(یکساں = بالکل وہی)

ضمیمہ - 2

برصغیر ہند و پاک کی 1911ء و 1921ء کی مردم شماری کی بنیاد پر مطالعہ:

(1) 1921ء کی مردم شماری کے مطابق

(الف) برصغیر ہند و پاک کی کل آبادی	30573C.000
(ب) مسلم آبادی	71005000
(ج) شیعہ آبادی	730008

مندرجہ بالا تفصیلات کے مطابق شیعہ آبادی کل مسلم آبادی کا 02ء1 فی صد ہوتی ہے ۔
نوٹ:۔ ضمیمہ نمبر 1 میں جن یکسانیتوں کا حوالہ دیا گیا ہے 1911ء کی مردم شماری میں وہ قریب قریب بالکل وہی ہیں۔

برطانوی حکمرانوں نے 1931ء کی مردم شماری میں شیعہ اور سنی امتیاز کیوں ختم کیا ۔ بہت اہم بات ہے ۔ اس کی وجوہات حسب ذیل ہیں۔

برطانوی حکمرانوں کی بدنام زمانہ پالیسی یہ بھی تھی کہ تفرقہ ڈالو اور حکمرانی کرو۔ وہ ایک طرف ہندو اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈلواتے رہے اور وقت ضرورت خود مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرتے رہے ۔ 1857ء کی جنگ آزادی اول میں مسلمانوں نے انگریز حکمرانوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے تھے لیکن مسلم آبادی کے شیعی حصہ نے اور شیعی مقامی ریاستوں نے برطانیہ کی طرف داری کی تھی۔ 1857ء کی جنگ کے بعد شیعوں نے من حیث الجماعت یہ اعلان کیا کہ شیعی عقاید کے اعتبار سے امام کی غیبت میں جہاد بالسیف کی اجازت نہیں ہے اس اعلان سے برطانیہ کو یہ اطمینان ہو گیا کہ مسلمانوں میں شیعہ ان کی حکومت کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائیں گے ۔ اس کے علاوہ اب وہ وقت بھی آ گیا تھا کہ شیعوں کو اس غداری کا بھی انعام دیا جائے جو میر جعفر نے بنگال میں' صادق علی نے میسور میں اور الٰہی بخش نے دلی میں کی تھی جس کی وجہ سے انگریزوں کو ہندوستان میں رفتہ رفتہ مکمل اقتدار حاصل ہوا ۔ واضح رہے کہ یہ سب شیعہ تھے ۔ دوسرے شیعی قائدین یہودیوں کی طرح تیز و طرار ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ سکے کہ کوئی وقت ایسا بھی آ سکتا ہے کہ یہ امتیاز ان کے لئے نقصان دہ ہو لہٰذا اگرچہ اس کو بادی النظر میں مسلمانوں میں اتحاد کا مد سمجھا گیا لیکن درپردہ سنی اکثریت کے مفادات پر ضرب کاری تھی۔

جنگ عظیم اول کے بعد صیہونیت ایک عظیم بین الاقوامی قوت بن کر ابھری ۔ اگرچہ زیر زمین سہی لیکن شیعی صیہونیت بھی تاریخ میں ایک معروف حیثیت رکھتی ہے ۔ یہ برطانوی حکمرانوں اور بین الاقوامی صیہونیت کے مفاد میں نہ تھا کہ شیعوں کو بہت ہی قلیل ترین اقلیت کے طور پر پیش کیا جائے۔

ان وجوہات کی بنا پر 1931ء کی مردم شماری میں شیعہ اور سنی امتیاز ختم کر دیا گیا اور شیعہ اور سنی فسادات کی ابتدا ہوئی ۔ اس امتیاز کو ختم کرانے میں شیعوں کی دلچسپی یہ بھی تھی کہ چونکہ وہ جدید تعلیم سے نسبتاً زیادہ آراستہ ہیں لہٰذا پورے مسلم کوٹہ پر قبضہ کر سکیں گے ۔ اس میں وہ کامیاب بھی ہوئے اور اس کے اثرات ابھی تک نمایاں ہیں ۔

ضمیمہ ۔ 3

ریڈرز ڈائجسٹ، ورلڈ ایٹلس، ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف ایٹلس اور گنیز انسائیکلوپیڈیا برائے 1990ء میں فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر مطالعہ

(1) ریڈرز ڈائجسٹ کی شائع کردہ اٹلس برائے سال 1962ء

(الف) تمام دنیا میں سنی آبادی	36 کروڑ
(ب) تمام دنیا میں شیعہ آبادی	4 کروڑ
(ج) کل مسلم آبادی میں شیعوں کی تعداد	118ء11 فیصد

(2) ریڈرز ڈائجسٹ کی شائع کردہ اٹلس برائے سال 1972

(الف) تمام دنیا میں سنی آبادی	46 کروڑ 54 لاکھ
(ب) تمام دنیا میں شیعہ آبادی	4 کروڑ
(ج) کل مسلم آبادی میں شیعوں کی تعداد	598ء8 فی صد

شیعہ آبادی میں 528ء2 فی صد کی کمی قابل توجہ ہے۔

اس مطالعہ کے بعد دیکھنا چاہئے۔

(1) (الف) ایران کی کل آبادی	31'300'000
(ب) شیعوں کی تعداد 29'109'000 (93 فی صد)	
(2) الف عراق کی کل آبادی	10'770'000
(ب) شیعوں کی تعداد 5'385'000	
کل تعداد 34'494'000	42'070'000
(ج) باقی دنیا میں شیعوں کی تعداد 5'506'000	
40'000'000	
(د) باقی دنیا میں کل مسلم آبادی	463330000
505'400'000	
باقی شیعی آبادی کا باقی سنی آبادی کا تناسب	1ء18 فیصد
برصغیر ہندو پاک میں شماریات کا 59ء	59ء
لہذا پاکستان میں شیعوں کی تعداد	1ء77 فیصد

ضمیمہ - 4

شیعی اور سنی مساجد کی تعداد کی بنیاد پر مطالعہ

(1) شیعی اور سنی آبادی کی تعداد کے متعلق باقاعدہ مردم شماری کی غیر موجودگی میں عبادت گاہوں کی تعداد، ان کی گنجائش اور ان کی موجودہ کیفیت سے کسی بھی مکتبہ فکر کے پیروؤں کی تعداد کا ایک قابل اعتماد اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(2) اسلام میں صلوۃ (نماز) پنجگانہ، جمعہ فرائض اولین میں سے ہے لہٰذا مساجد کی تعمیر کے لئے قرآن پاک میں خصوصی توجہ دلائی گئی ہے - یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ وہ پہلے موقع پر مسجد کی تعمیر میں حصہ لے سکے -

(3) برصغیر ہندو پاک کے کسی بھی علاقہ میں شیعہ اور سنی مل کر ایک مسجد میں نماز ادا نہیں کرتے۔

(4) اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ شیعوں کی مساجد مشکل سے کہیں کہیں نظر آتی ہیں اور ان کا تناسب سینوں کی مساجد کے مقابلہ میں ایک اور سو کا ہے - دوسرے سینوں کی مساجد عام طور پر نمازیوں سے بھری ہوئی وسیع و عریض ہوتی ہیں جب کہ شیعوں کی مساجد عام طور پر مختصر اور غیر آباد نظر آتی ہیں۔

(5) مساجد کی یہ تعداد اور اس کا بین ثبوت ہے کہ پاکستان میں شیعہ آبادی کسی طرح بھی کل مسلم آبادی میں دو فیصد سے تجاوز نہیں کرتی -

ضمیمہ - 5

شیعہ اور سنی دینی مدارس اور طلباء کی بنیاد پر مطالعہ

اس مطالعہ میں حافظ نذیر احمد صاحب کی کتاب پاکستان میں مدارس عربیہ کا جائزہ سے مدد لی گئی ہے۔

مدارس

صوبہ	مدارس کی کل تعداد	شیعہ مدارس	شیعہ مدارس فی صد
پنجاب	580	13	2ء24
سرحد	149	1	ء61
سندھ	120	1	ء83

بلوچستان	44	+	+
میزان	893	15	1ء68

طلباء

صوبہ	کل تعداد	شیعہ طلباء	شیعہ طلباء فی صد
پنجاب	29095	442	1ء52
سرحد	9506	31	ء32
سندھ	5430	35	ء65
بلوچستان	1207	--	--
---	----	---	
میزان	45238	508	1ء12

اس مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ شیعوں کی تعداد کل مسلم آبادی میں 1ء12 تا 1ء68 فیصد کہی جا سکتی ہے۔

زکواۃ کی کٹوتی سے استثنیٰ کی درخواستوں کی بنیاد پر مطالعہ بینکنگ کونسل کی شائع کردہ رپورٹ کے مطابق اوسط تعداد 1ء77 فی صد ہے۔

بقیہ وفیات

اتنا بڑا مجمع ہوا تھا اور نہ آئندہ اس کی توقع ہے تو ہم نے بھی اپنے دل میں کہا یہ اس عہد کے امام زیلعی اور ملا علی قاری کا جنازہ ہے جن کی زبان و قلم ہمیشہ احادیث کی شرح و ترجمانی اور ان کی مشکلات، و غوامض کو حل کرنے میں مصروف رہے ہیں اور جن کا وجود گرامی علوم نبوی کی خدمت و فروغ اور نادر و نایاب کتب احادیث کی طبع و اشاعت کے لئے وقف رہا ہے ۔

اللہ تعالیٰ عالم آخرت میں علم و دین اور احادیث نبوی کے اس خادم کے مراتب و درجات کو بلند کرے آمین ۔ (معارف)